رضاؔ امروہوی

کیا یہ انصاف کی معراج ہے دنیا والو
مجھ کو ناکردہ گناہوں کی سزا دی اس نے
موت کے منھ پہ تبسم کے چلائے نشتر
آگ پانی میں بہرحال لگادی اس نے
حق پرستوں کے سروں کی ہے نمائش آؤ
شہر میں آج کرائی ہے منادی اس نے

☆☆☆☆

قصیدہ

(درمدح سید الساجدین حضرت امام زین العابدینؑ)

منبع جودوسخاوت مرکز علم ویقین
محور صبرو قناعت، مصدر احکام دیں!
مظہر فہم فراست، مرجع مستضعفین!
"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۲)

آپ کا روئے مبارک مصحف انوار حق!
چشمہ ہائے باصیرت معدن اسرار حق!
مطلع نور ہدایت آپ کی لوح جبیں!

"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۳)

ہر نفس جاں بخش مثلِ یاسمین و نسترن
نکہت باغِ عدن لاریب ، خوشبوئے دہن
نافۂ مشکِ ختن حضرت کی زلفِ عنبریں !
"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۴)

آپ کے دادا علیؓ کل اولیاء کے تاجدار
آپ کے نانا تھے شاہانِ عجم میں نامدار
آپ نے ورثے میں پائی عزتِ دنیا و دیں !
"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۵)

"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۳)

ہر نفس جاں بخش مثلِ یاسمین و نسترن
نکہت باغِ عدن لاریب ، خوشبوئے دہن
نافۂ مشکِ ختن حضرت کی زلفِ عنبریں !
"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۴)

آپ کے دادا علیؓ کل اولیاء کے تاجدار
آپ کے نانا تھے شاہانِ عجم میں نامدار
آپ نے ورثے میں پائی عزتِ دنیا و دیں !
"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۵)

(۷)

عہد میں حجاج کے تعمیر جب کعبہ ہوا
سنگ اسود کو کسی صورت قرار آتا نہ تھا
اس نے جب تک دست بوسی کا شرف پایا نہیں !
''آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں''

(۸)

آپ کی تکبیر ، تکبیر رسول کبریا؟
آپ کی تسبیح ہمشان جناب سیدہؑ
آپ کی تعقیب ، تعقیب امیر المومنینؑ !
''آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں''

(۹)

وہ تضرع اور زاری آپ کا وقت قیام !
لرزہ بر اندام دست و پا وہ مثل بید خام !
وہ گلو گیری تلاوت میں بلحن دلنشیں !
''آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں''

(۱۰)

آپ کا سجدہ عیاں جس سے مقام عبدیت
آپ کا سجدہ کہ ہے وجہ دوام عبدیت
آپ کے سجدے کا چرچا بر سر عرش بریں !
''آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں''

(۱۱)

وہ تہجد میں خدا سے آپ کا رازو نیاز !

وہ خشیت وہ رجوع قلب دوراں نماز !

معترف ہیں جس کے سب اہل فلک اہل زمیں !

"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۱۲)

ہے دعاؤں کا جو مجموعہ صحیفہ آپ کا

علم عرفاں کا خزینہ ہے وہ تحفہ آپ کا

ہے بجا اس کو اگر کہیے "ریاض السالکیں" !

"آپ زین العابدیں ہیں، آپ زین العابدیں"

(۱۳)

محفل افلاک میں منظر سہانے کے لئے

حورو غلمان وملک سے داد پانے کے لئے

قلم نے آج کس چادر کے خال وخد ابھارے ہیں — خوشی سے آیۂ تطہیر نے گیسو سنوارے ہیں

یہ چادر وہ ہے جس سے آسماں نے چھاؤں مانگی ہے — اسی چادر کی خاطر خلد نے دامن پسارے ہیں

اسی چادر کے دو پیوند ہیں یہ چاند اور سورج — اسی چادر کے تاروں سے بنے سارے ستارے ہیں

اسی چادر کے بخیے کہکشاں میں نظر آئے — ثوابت اور سیارے اسی کے استعارے ہیں

یہی چادر ہے امواج بلا میں نوح کی کشتی — یہی چادر ہے جس نے دشت میں دریا ابھارے ہیں

اسی چادر سے عزت کا سفر آغاز ہوتا ہے — اسی چادر سے وابستہ شرف سارے ہمارے ہیں

یہی اک دکھیا بیٹی کے لئے غربت کی زینت ہے — اسی نے رنگ اک ٹوٹے ہوئے گھر کے نکھارے ہیں

اسی چادر تلے جود و کرم نے زندگی پائی — اسی چادر تلے فاقوں نے اپنے دن گذارے ہیں

یہ چادر اک ورق ہے جس پہ رحمت کے فرشتوں نے — کبھی نقطے کبھی آیت کبھی سورے اتارے ہیں

اسی چادر کے ٹکڑے ہیں بہتر کربلا والے — اسی چادر کے جلووں نے رخ ہستی ابھارے ہیں

اگر سمٹے تو پھر اس کی تہیں ہفت آسماں جیسی — اگر پھیلے تو حد لامکاں اس کے کنارے ہیں

نہ تیروں سے نہ خنجر سے نہ تیغوں سے نہ لشکر سے — نصاریٰ وادیِ نجران میں چادر سے ہارے ہیں

یہی چادر تو محضر نامۂ شبیرؑ کہلائی — اسی چادر پہ حرف صلح شبرؑ نے ابھارے ہیں

یہ چادر تھام لینے پہ ملے والعصر کا سورہ — یہ چادر چھوڑ دینے پہ خسارے ہی خسارے ہیں

نبیؐ کے قلب پر قرآں اترا تیس پاروں کا — یہ چادر ایسا قرآن ہے بہتر جس کے پارے ہیں

اسی چادر میں سجدے بھی اذانیں بھی اقامت بھی — اسی چادر میں منبر ہے مصلے ہیں منارے ہیں

اسی چادر میں بخشش بھی عطا بھی اور شفاعت بھی — اسی چادر میں ڈھارس ہے امیدیں ہیں سہارے ہیں

اسی چادر نے بخشی ہیں سفر کی ساری تہذیبیں — اسی چادر میں ہر رستہ ہے منزل ہیں کنارے ہیں

اسی چادر تلے تسنیم بھی کوثر بھی طوبیٰ بھی — اسی چادر تلے امواج ہیں لہریں ہیں دھارے ہے

اسی چادر تلے ہر کارواں ہے کہکشاؤں کا — اسی چادر تلے شمعیں ہیں جگنو ہیں ستارے ہیں

ہر اک خوشبو، بھرا موسم ہے اس پھولوں کی چادر میں — نہ اس چادر میں شعلے ہیں نہ شر والے شرارے ہیں

ہے اس چادر کے اندر پنجتن کی جلوہ فرمائی
زمانے کے جو رشتے ہیں وہ چادر کے کنارے ہیں

سنبھل فکر رسا پیش نظر اس کے نظارے ہیں — **فرشتوں نے بھی جس کے پاؤں پر سجدے گزارے ہیں**

رواں ہوتا ہے تجھ کو مدحِ زہراؑ کے مصلے پہ
وضو کر لے قلم، یہ سامنے کوثر کے دھارے ہیں

وہ صدیقہ بھی مرضیہ بھی حورا بھی شفیعہ بھی
کہ جتنی عظمتیں ہیں سب پہ زہرا کے اجارے ہیں

وہی قطعِ زمیں میں اک آسماں ہے جس پہ وہ ٹھہریں
جہاں کے نقشِ پا چھو لیں وہی ذرے ستارے ہیں

یہ آٹھوں جنتیں بستر ہیں اس کے ماہ پاروں کا
یہ ساتوں عرش اسکے لاڈلوں کے گاہوارے ہیں

ابوطالب کے گھر کس نے قدم رکھے دلہن بن کر
ستارے جس کی افشاں چاند سورج گوشوارے ہیں

پدر ہیں شافعِ محشر تو شوہر ساقیِ کوثر
یہ سردار جوانانِ جناں اس کے دلارے ہیں

وہ خود خاتونِ محشر اس کی ماں خاتونِ مکہ ہے
اسی کے ٹکڑے کھا کھا کر عرب نے دن گذارے ہیں

جو اس کے لاڈلوں کو دیکھتا وہ یہ کہتا ہے
خدا نے اس زمیں پر عرش کے ٹکڑے اتارے ہیں

ادارت اس نے فرمائی ہے عصمت کے جریدے کی
گواہی کے لئے اک دو نہیں چودہ شمارے ہیں

کبھی سائل کبھی قیدی کبھی مسکیں کی صورت
فرشتوں نے بھی اس کے در پہ کیا کیا روپ دھارے ہیں

کبھی حوا نے آ کر خلد سے اس کی بلائیں لیں
کبھی مریم نے اسکے لال کے صدقے اتارے ہیں

وہ جب چاہیں جہاں چاہیں وہیں جنت اترا آئے
مکاں سے لامکاں تک اس کے بیٹوں کے اجارے ہیں

یہ اسرافیل یہ جبرئیل سب نوکر ہیں زہرا کے
کسی کے ذمے چکی ہے کسی کے گاہوارے ہیں

اجازت ہو تو اپنی جان دے دیں ان پہ ہم بی بی
جو رو ہو ہنستے ہوئے قرآن سناتو پہ تمہارے ہیں

محمدؐ ہی محمدؐ ہیں محمدؐ سے محمدؐ تک
گنو کا شانۂ زہرا میں کتنے ماہ پارے ہیں

اسی کا خانوادہ رہ گیا دریا پہ بھی پیاسا
سمندر کے سمندر آج تک اس غم میں کھارے ہیں

لکھا ہے آج تک صبت علیا کے کلیجے پہ
جو راتوں سے بھی بھاری ہیں وہ دن اسنے گذارے ہیں

بہت سے بصرہ و بغداد ظاہر ہو نہیں پائے
نہ جانے کتنے زندانوں میں اس کے خوں کے گارے ہیں

خدا سے گفتگو کرتے ہیں ہم اس کے وسیلے سے
دعائیں ہیں وظیفے ہیں طلب ہیں استخارے ہیں

ادھر بچے ادھر قرآن یہاں فاقے وہاں سجدے
کہ اسکے گھر ہدایت کے لئے کتنے ادارے ہیں

زمیں و آسماں دو پاٹ ہیں اس کی ایک چکی کے
ستارے جسکے دانے اور اجالے جس کے دھارے ہیں

اسی چکی نے دی ہے روٹیاں مولا نے قنبر کو
اسی چکی کے پروردہ محمد کے دلارے ہیں

اسی کی لوریوں میں نیند آتی ہے چراغوں کو
اسی کی گونج پہ سورج نے اپنے خواب وارے ہیں

اسی چکی سے بس محنت کشوں نے جنگ جیتی ہے
اسی چکی سے سب مستکبرین وقت ہارے ہیں

اسی چکی کے پاٹوں نے حکومت پیس کر رکھ دی
اسی کی گردشوں نے تاج شاہوں کے اتارے ہیں

نبی کی لاڈلی چھالے نہیں تیری ہتھیلی پہ
فضیلت کے فلک نے چاند اور سورج ابھارے ہیں

مدد کا وقت ہے اے کفو خیبر گیر ادرکنی
ہمارے سامنے مرحب صفت دشمن ہمارے ہیں

یزیدیت کا پھر حملہ ہے مسجد کے مناروں پہ
مصلے پھر تمہارے دل کے ٹکڑوں کو پکارے ہیں

زمانے نے پہن رکھی پھر پوشاک کوفے کی
گھلا ہے زہر شربت میں گلابوں میں شرارے ہیں

زمانہ مانگتا ہے پھر کوئی عباسؑ اے زہراؑ
ستم نے وقت کے کانوں سے پھر بندے اتارے ہیں

ہمیں بھی بھیک میں کچھ حرف دے دو فاطمہ زہراؑ
ملک کی طرح نیر ہم نے بھی دامن پسارے ہیں

❀❀❀

قصیدہ

زبان در مدح امام حسینؑ

ڈاکٹر عباس رضا نیر جلالپوری

وہ مرد ہے جو قول پہ اپنے ڈٹا رہے
وعدہ اگر کرے تو خیال وفا رہے

باتیں اگر ہو صاف تو نیت بھی صاف ہو
آئینہ آئینے کے لئے آئینہ رہے

یوں قول کو قرار زباں کو ثبات ہو
پتھر پہ نقش جیسے ہمیشہ بنا رہے

دریا ہو آگ کا کہ سمندر ہو خون کا
مانند کوہ بات پہ اپنی جما رہے

وہ لب کشا جو ہو تو سماعت کے شہر میں
کوئی گماں رہے نہ کوئی واہمہ رہے

جس کی طرف سے بولے عدالت میں آکے وہ
حق میں اسی بشر کے ہر اک فیصلہ رہے

خون جگر سے سینچے وہ اقوال کے شجر
پانی جو بند ہو بھی تو لہجہ ہرا رہے

تولے جو اس کے وزن کو میزان سامعہ
اس کی بات کی وزن سے پلہ جھکا رہے

دے کے زبان سمجھے کہ اک قرض لے لیا — جس کو اتارنے کے لئے سوچتا رہے
یہ طرز فکر رکھتے ہیں صادق زبان لوگ — باقی رہے جو بات تو باقی انا رہے
یہ عزم کا حصار ہی ضامن ہے قول کا — مرکز بنا رہے گا اگر دائرہ رہے
ایسے بھی حرف وقول کے تاجر ہوئے ہیں لوگ — جو قیمت زبان سے بھی نا آشنا رہے
بیڑے اٹھائے وعدے کئے اور زبان دی — لیکن ادا کے لمحے پس التوا رہے
لیکن اس اک رئیس زباں کا یہ قول تھا — یہ میرا سر رہے نہ رہے کربلا رہے

ہاں وہ امیر نطق ہی ممدوح ہے مرا
احکام جس کے امر الٰہی نما رہے

راہب رہے کہ فطرس و حر جو گدا رہے — شبیر کے کرم تو طلب سے سوا رہے
اس کی عطا بھی یوں ہے سر بزم ہل اتیٰ — انگشتری میں جیسے نگینہ جڑا رہے
کیا اس کے خاندان کے لوگوں کا ذکر ہو — وہ جن کے انبیا سے بھی رتبے سوا رہے
نانا وہ باوقار کہ جب بھی سفر کرے — گرد و غبار راہ فلک ڈھونڈتا رہے
بابا وہ جس کے ہونٹوں کو چھو لیں تو حشر تک — دشت لغت میں لفظ سلونی بھر رہے
وہ ذی وقار ماں کہ اگر ہاتھ روک لے — چکی فلک سے آ کے ملک پیستا رہے
دادا بھی وہ امیر عرب مومن قریش — ایمان جس کے نقش قدم چومتا رہے
دادی وہ جس کے واسطے کعبے میں در بنے — پھر اس کی راہ میں کوئی دیوار کیا رہے
بھائی وہ صلح نامے کی شرطیں اگر لکھے — اس کے قلم کا تیغوں پہ بھی دبدبہ رہے
عباسؑ بھی اسی کا ہے بھائی کہ اس کا نام — جو ایک بار لے لے سدا باوفا رہے
وہ ذی حشم بہن کہ جب اس کی زباں کھلے — خطبوں میں اس کے لہجۂ مشکل کشا رہے
خود وہ کی زندگی کی علامت کہیں اسے — گردن جو کٹ بھی جائے تو سر بولتا رہے
چاہے تو چاند کو بھی بلا لے زمین پہ — کہہ دے تو اک مقام پہ سورج رکا رہے
اس کی سخاوتوں کی فرشتوں میں دھوم ہے — حاتم بھی اس کو دور کھڑا دیکھتا رہے
ایسا شجاع اسکی شجاعت جو دیکھ لے — ماتھے سے آفتاب عرق پونچھتا رہے

قامت بڑھا دے سجدۂ ختمی مآب کی
پشتِ رسول پہ جو وہ جلوہ نما رہے

تفہیم اس کی پھر بھی کٹھن ہے اگر بشر
تا حشر غور کرتا رہے سوچتا رہے

اتنی حسین اس نے بنائی ہے کربلا
اک بار جو بھی دیکھ لے سو دیکھتا رہے

خوشبو جب اسکے خوں کی بسی ہے تو پھر نہ کیوں
آب و ہوائے کرب و بلا میں شفا رہے

کیا ہمتیں گھٹائے یہ تشنہ لبی کی دھوپ
جب آفتابِ صبر و رضا جاں فزا رہے

لبہائے تشنگاں کا تقرب نہ پائے گا
یہ اور بات پاؤں میں دریا پڑا رہے

مقتل میں اب امامِ زماں بولنے کو ہے
جو جس جگہ رکا ہے وہیں پہ رکا رہے

زینب نے اس لئے خطبہ بنا دیا
انکار منبروں سے سدا بولتا رہے

انکار نوکِ نیزہ پہ بھی بولتا رہا
بیعت کے جملہ حرف مگر بے نوا رہے

اس کے قصیدہ خواں کے لئے یہ بھی شرط ہے
لب پہ ہنسی ہو آنکھوں میں آنسو سجا رہے

جب دل بنا ہے میرا غمِ شاہ کے لئے
پھر کیا جواز آ کے کوئی دوسرا رہے

ہے تعزیہ بھی دل میں مرے اور علم بھی ہے
یہ قافیہ ردیف سے کیسے جدا رہے

شبیر کا دعاؤں میں جب واسطہ رہے
پھر دامنِ مراد نہ کیوں کر بھرا رہے

جب تک میری سانسوں کا یہ سلسلہ رہے
یارب یہ دل بھی ذوقِ ولا سے بھرا رہے

جب تک نہ بند ہو مرا دروازۂ حیات
مداحِ حسینؑ کا دفتر کھلا رہے

اک وادیٔ فضائلِ سبطِ رسول میں
کھو جاؤں میں زمانہ مجھے ڈھونڈتا رہے

مجبور تاجِ خسرو و جم کیا کروں گا میں
سر پہ مرے غبارِ رہِ کربلا رہے

کرب و بلائے عرصۂ حاضر کے جس میں
میرا نصیب حر کی طرح جاگتا رہے

تحریر کربلا مری جملہ حیات ہو
آئے خبر خوشی کی تو غم مبتدا رہے

نکلے اگر سفر پہ مجرم کا ماہتاب
آنکھوں میں میری اسکا اک اک نقشِ پا رہے

یارب جو شہ کے فرشِ عزا سے اتر بھی آؤں
آنکھوں میں آنسوؤں کا یہ دریا چڑھا رہے

نیرؔ ہے محوِ مدحِ جگر بندِ فاطمہؑ
کہہ دو ابھی اجل کا فرشتہ رکا رہے